مقالات

قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں

(۵)

عبادت

لغوی تحقیق عربی زبان میں عبودۃ، عبودیۃ اور عبدیۃ کے اصل معنی خضوع اور تذلل کے ہیں، یعنی تابع ہو جانا، رام ہو جانا، کسی کے سامنے اس طرح سپر ڈال دینا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی مزاحمت یا انحراف و سرتابی نہ ہو اور وہ اپنے منشا کے مطابق جس طرح چاہے خدمت لے۔ اسی اعتبار سے اہل عرب اُس اونٹ کو بعیر معبّد کہتے ہیں جو سواری کے لیے پوری طرح رام ہو چکا ہو، اور اس راستے کو طریقِ معبّد کہتے ہیں جو کثرت سے پامال ہو کر ہموار بن گیا ہو۔ پھر اسی اصل سے اس مادہ میں غلامی، اطاعت، پوجا، ملازمت اور قید یا رکاوٹ کے مفہومات پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ عربی لغت کی سب سے بڑی کتاب "لسان العرب" میں اس کی جو تشریح کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) العبد المملوک، خلاف الحُرّ۔ عبد وہ ہے جو کسی کی ملک ہو اور یہ لفظ حُرّ (آزاد) کی ضد ہے۔ تعبّد الرجلَ "آدمی کو غلام بنا لیا یا اس کے ساتھ غلام جیسا معاملہ کیا" یہی معنی عبّدہٗ، اَعبدَہٗ، اور اِعتبدَہٗ کے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے ثلٰثۃ انا خصمھم، رجل اعتبد محرّراً (وفی روایۃ اعبدَ محرّرًا) یعنی تین آدمی ہیں جن کے خلاف قیامت کے دن میں مستغیث ہوں گا، من جملہ ان کے ایک وہ شخص ہے جو کسی آزاد کو غلام بنائے یا غلام کو آزاد کرنے کے بعد پھر اس سے غلام کا سا معاملہ کرے۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا تھا وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ "اور تیرا وہ احسان جس کا طعنہ تو مجھے دے رہا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا"۔

(۲) العبادۃ الطاعۃ مع الخضوع، "عبادت اس اطاعت کو کہتے ہیں جو پوری فرمانبرداری کے ساتھ ہو"۔ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ای اطاعہٗ، "طاغوت کی عبادت کی یعنی اس کا فرمانبردار ہوگیا"۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ ای نطیع الطاعۃ التی یخضع معھا، "ہم تیری عبادت کرتے ہیں یعنی ہم تیری اطاعت پوری فرمانبرداری کے ساتھ کرتے ہیں"۔ اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ ای اطیعوا ربکم، "اپنے رب کی عبادت کرو یعنی اس کی اطاعت کرو"۔ قَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُوْنَ ای دائنون وکل من دان لملک فھو عابد لہ وقال ابن الانباری فلان عابد وھو الخاضع لربہ المستسلم المنقاد لامرہ، یعنی فرعون نے جو یہ کہا تھا کہ موسیٰ اور ہارون کی قوم ہماری عابد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری تابع فرمان ہے، جو شخص کسی بادشاہ کا مطیع ہے وہ اس کا عابد ہے، اور ابن الانباری کہتا ہے کہ فلان عابد کے معنی ہیں "وہ اپنے مالک کا فرمانبردار اور اس کے حکم کا مطیع ہے"۔

(۳) عَبَدَہٗ عبادۃً ومعبدًا ومعبدۃً تألّہ لہ، "اس کی عبادت کی، یعنی اس کو پوجا"۔ التعبد التنسک، "تعبّد سے مراد ہے کسی کا پرستار، پجاری بن جانا"۔ شاعر کہتا ہے اری المال عند الباخلین معبدا، "میں دیکھتا ہوں کہ بخیلوں کے ہاں روپیہ پُجتا ہے"۔

(۴) عَبِدَ بہ لزمہ فلم یفارقہ، "عَبِدَہٗ اور عَبِدَ بِہٖ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ وابستہ ہوگیا اور جدا نہ ہوا، اس کا دامن تھام لیا اور چھوڑا نہیں"۔

(۵) ماعَبَدَکَ عنی ای ماحبسک، جب کوئی شخص کسی کے پاس آنے سے رُک جائے تو وہ یوں کہے گا کہ ماعبدک عنی، یعنی کس چیز نے تجھے میرے پاس آنے سے روک دیا۔

اس تشریح سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ مادۂ عبد کا اساسی مفہوم کسی کی بالادستی و برتری تسلیم کرکے اس کے مقابلہ میں اپنی آزادی و خودمختاری سے دست بردار ہوجانا، سرتابی و مزاحمت چھوڑ دینا اور اُس کے لیے رام ہوجانا ہے۔ یہی حقیقت بندگی و غلامی کی ہے، لہٰذا اس لفظ سے اولین تصور جو ایک عرب کے ذہن میں پیدا

ہوتا ہے وہ بندگی و غلامی ہی کا تصور ہے۔ پھر چونکہ غلام کا اصل کام اپنے آقا کی اطاعت و فرماں برداری ہے اس لیے لازماً اس کے ساتھ ہی اطاعت کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ اور جبکہ ایک غلام اپنے آقا کی بندگی واطاعت میں محض اپنے آپ کو سپرد ہی نہ کر چکا ہو بلکہ اعتقاداً اس کی برتری کا قائل اور اس کی بزرگی کا معترف بھی ہو اور اس کی مہربانیوں پر شکر و احسانمندی کے جذبہ سے بھی سرشار ہو تو وہ اس کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا ہے، مختلف طریقوں سے اعترافِ نعمت کا اظہار کرتا ہے، اور طرح طرح سے مراسم بندگی بجالاتا ہے اسی کا نام پرستش ہے اور یہ تصور عبدیت کے مفہوم میں صرف اس وقت شامل ہوتا ہے جبکہ غلام کا محض سر ہی آقا کے سامنے جھکا ہوا نہ ہو بلکہ اس کا دل بھی جھکا ہوا ہو۔ رہے باقی دو تصورات تو وہ دراصل عبدیت کے ضمنی تصورات ہیں، اصلی اور بنیادی نہیں ہیں۔

لفظ عبادت کے استعمال قرآن میں اس لغوی تحقیق کے بعد جب ہم قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب پاک میں یہ لفظ تمام تر پہلے تین معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کہیں معنی اول و دوم ایک ساتھ مراد ہیں، کہیں صرف معنی دوم اور کہیں صرف معنی سوم مراد لیے گئے ہیں، اور کہیں تینوں معنی بیک وقت مقصود ہیں اس کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

عبادت بمعنی غلامی و اطاعت ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ‎إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ (مومنون۔ ۳)

پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور صریح دلیل ماموریت کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیانِ سلطنت کی طرف بھیجا مگر وہ تکبر سے پیش آئے کیونکہ وہ بااقتدار لوگ تھے، انھوں نے کہا کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور آدمی بھی وہ جن کی قوم ہماری عابد ہے۔

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ (الشعراء)

(فرعون نے جب موسیٰ کو طعنہ دیا کہ ہم نے تجھے اپنے ہاں بچپن سے پالا ہے تو موسیٰ نے کہا) اور تیرا وہ احسان جس کا تو مجھے طعنہ

دے رہا ہے یہی تو ہے کہ تونے بنی اسرائیل کو اپنا عبد بنا لیا۔

دونوں آیتوں میں عبادت سے مراد غلامی اور اطاعت وفرماں برداری ہے۔ فرعون نے کہا کہ موسیٰ اور ہارون کی قوم ہماری عابد ہے، یعنی ہماری غلام اور ہمارے فرمان کی تابع ہے۔ اور حضرت موسیٰ نے کہا کہ تونے بنی اسرائیل کو اپنا عبد بنا لیا ہے، یعنی ان کو غلام بنا لیا ہے اور ان سے من مانی خدمت لیتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ (البقرہ۔ ۲۱)

اے ایمان لانے والو اگر تم ہماری عبادت کرتے ہو تو ہم نے جو پاک چیزیں تمہیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو۔

اس آیت کا موقع و محل یہ ہے کہ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ اپنے مذہبی پیشواؤں کے احکام اور اپنے آباواجداد کے اوہام کی پیروی میں کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق طرح طرح کی قیود کی پابندی کرتے تھے جب ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم ہماری عبادت کرتے ہو تو ان ساری پابندیوں کو ختم کر دو اور جو کچھ ہم نے حلال کیا ہے اسے حلال سمجھ کر بے تکلف کھاؤ پیو۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر تم اپنے پنڈتوں اور بزرگوں کے نہیں بلکہ ہمارے بندے ہو، اور اگر تم نے واقعی ان کی اطاعت و فرماں برداری چھوڑ کر ہماری اطاعت و فرماں برداری قبول کی ہے تو اب تمہیں حلت و حرمت اور جواز و عدم جواز کے معاملہ میں ان کے بنائے ہوئے ضابطوں کے بجائے ہمارے ضابطہ کی پیروی کرنی ہوگی۔ لہٰذا یہاں بھی عبادت کا لفظ غلامی اور اطاعت ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ (المائدہ۔ ۹)

کہو، میں بتاؤں تمہیں کہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ برا انجام کن لوگوں کا ہے؟ وہ جن پر اللہ کی پھٹکار ہوئی اور اس کا غضب ٹوٹا جن میں سے بہت سے لوگ بندر اور سور تک بنا دیے گئے، جنھوں نے طاغوت کی عبادت کی۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (النحل - ۵)	ہم نے ہر قوم میں ایک پیغمبر یہ تعلیم دینے کے لیے بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی عبادت سے باز رہو۔
وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ (الزمر - ۲)	اور خوشخبری ہے اُن لوگوں کے لیے جنھوں نے طاغوت کی عبادت چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کیا۔

تینوں آیتوں میں طاغوت کی عبادت سے مراد طاغوت کی غلامی اور اطاعت ہے جیسا کہ آگے چل کر اسی سلسلہ کے مضامین میں بہ تشریح بیان ہوگا۔ قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد ہر وہ ریاست و اقتدار، اور ہر وہ رہنمائی و پیشوائی ہے جو خدا سے باغی ہو کر خدا کی زمین میں اپنا حکم چلائے اور اس کے بندوں کو زور و جبر سے یا تحریص و اطماع سے یا گمراہ کن تعلیمات سے اپنا تابع امر بنائے۔ ایسے ہر اقتدار اور ایسی ہر پیشوائی کے آگے سر تسلیم خم کرنا اور اس کی بندگی اختیار کر کے اس کا حکم بجا لانا طاغوت کی عبادت ہے

عبادت بمعنی فرماں برداری اب اُن آیات کو لیجیے جن میں عبادت کا لفظ صرف معنی دوم میں استعمال ہوا ہے:

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (یٰس - ۴)	اے بنی آدم! کیا میں نے تم کو تاکید نہ کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے؟

ظاہر ہے کہ شیطان کی پرستش تو دنیا میں کوئی بھی نہیں کرتا، بلکہ ہر طرف سے اس پر لعنت و پھٹکار ہی پڑتی ہے۔ لہٰذا بنی آدم پر جو فرد جرم اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے روز لگائی جائیگی وہ اس بات کی نہ ہوگی کہ انھوں نے شیطان کو پوجا، بلکہ اس بات کی ہوگی کہ وہ شیطان کے کہے پر چلے اور اس کے احکام کی اطاعت کی اور جس جس راستہ کی طرف وہ اشارہ کرتا گیا اُس پر دوڑے چلے گئے۔

اُحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ۔۔۔ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ	(جب قیامت برپا ہوگی تو اللہ فرمائے گا) تمام ظالموں اور اُن کے ساتھیوں کو اور اُن معبودان غیر اللہ کو جن کی عبادت کی جاتی تھی جمع کرو اور انھیں جہنم کا راستہ دکھاؤ۔۔۔۔ پھر وہ

بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِیْنَ (الصّٰفّٰت۔ ۲)

آپس میں ایک دوسرے سے ردوکد کرنے لگیں گے۔ عبادت کرنے والے کہیں گے کہ تم ہی لوگ تھے جو خیر کی راہ سے ہمارے پاس آتے تھے۔ ان کے معبود جواب دیں گے کہ اصل میں تو تم خود ایمان لانے پر تیار نہ تھے، ہمارا کوئی زور تم پر نہیں تھا، تم آپ ہی نافرمان لوگ تھے۔

اس آیت میں عابدوں اور معبودوں کے درمیان جو سوال وجواب نقل کیا گیا ہے اس پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ یہاں معبودوں سے مراد بُت اور دیوتا نہیں ہیں جن کی پوجا کی جاتی تھی، بلکہ وہ پیشوا اور رہنما ہیں جنھوں نے خیر طلب بن کر انسانوں کو گمراہ کیا، جو تقدس کے جامے پہن کر نمودار ہوئے جنھوں نے سجادوں اور تسبیحوں اور جُبّوں اور گلیموں سے بندگانِ خدا کو دھوکا دے کر اپنا معتقد بنایا، جنھوں نے اصلاح اور خیر خواہی کے دعوے کرکے شر اور فساد پھیلائے۔ ایسے لوگوں کی اندھی تقلید اور ان کے احکام کی بے چون وچرا اطاعت کرنے ہی کو یہاں عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا (التوبہ۔ ۵)

انھوں نے اپنے علما اور مشائخ کو خدا کے بجائے اپنا رب بنالیا اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ ان کو ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔

یہاں علما اور مشائخ کو رب بنا کر ان کی عبادت کرنے سے مراد ان کو امر ونہی کا مختار ماننا اور خدا و پیغمبر خدا کی سند کے بغیر ان کے احکام کی اطاعت بجالانا ہے۔ اسی معنی کی تصریح روایاتِ صحیحہ میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے جب آپ سے عرض کیا گیا کہ ہم نے اپنے علما اور مشائخ کی پرستش تو کبھی نہیں کی تو آپ نے جواب دیا کہ جس چیز کو انھوں نے حلال ٹھیرایا، کیا تم نے اسے حلال نہیں سمجھ لیا؟ اور جسے انھوں نے حرام قرار دیا کیا تم نے اسے حرام نہیں مان لیا؟

عبادت بمعنی پرستش اب تیسرے معنی کی آیات لیجیے۔ اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قرآن کی رو سے عبادت بمعنی پرستش میں دو چیزیں شامل ہیں، ایک یہ کہ کسی کے لیے سجدہ و رکوع اور دست بستہ قیام اور طواف اور آستانہ بوسی اور نذر و نیاز اور قربانی وغیرہ کے وہ مراسم ادا کیے جائیں جو بالعموم پرستش کی غرض سے ادا کیے جاتے ہیں قطع نظر اس سے کہ اسے مستقل بالذات معبود سمجھا جائے یا بڑے معبود کے ہاں تقرب اور سفارش کا ذریعہ سمجھ کر ایسا کیا جائے یا بڑے معبود کے ماتحت خدائی کے انتظام میں شریک سمجھتے ہوئے یہ حرکت کی جائے، دوسرے یہ کہ کسی کو عالم اسباب پر ذی اقتدار خیال کر کے اپنی حاجتوں میں اس سے دعا مانگی جائے، اپنی تکلیفوں اور مصیبتوں میں اس کو مدد کے لیے پکارا جائے اور خطرات و نقصانات سے بچنے کے لیے اس سے پناہ مانگی جائے۔ یہ دونوں قسم کے فعل قرآن کی رو سے یکساں پرستش کی تعریف میں آتے ہیں:

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ (المومن - ۷)

کہو، مجھے تو اس سے منع کر دیا گیا ہے کہ اپنے رب کی طرف سے صریح ہدایات پا لینے کے بعد میں اُن کی پرستش کروں جنھیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ .... فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ .... (مریم - ۳)

(ابراہیم نے کہا) میں تم کو اور اللہ کے ماسوا جنھیں تم پکارتے ہو ان سب کو چھوڑتا ہوں اور اپنے رب کو پکارتا ہوں ... پس جب وہ ان سے اور اللہ کے سوا جن کی وہ عبادت کرتے تھے ان سب سے الگ ہو گیا تو ہم نے اسے اسحٰق جیسا بیٹا دیا ....

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا

اور اس سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر انھیں پکارے جو قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے جنھیں خبر تک نہیں کہ اُن کو پکارا جا رہا ہے، اور جب روز حشر (جبکہ سب لوگ جمع کیے جائیں گے) اپنے ان پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار

بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ (احقاف - ۱)	کریں گے۔[۱]

تینوں آیتوں میں قرآن نے خود ہی تصریح کر دی ہے کہ یہاں عبادت سے مراد دعا مانگنا اور مدد کے لیے پکارنا ہے۔

بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُونَ (سبا - ۵)	بلکہ وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے اکثر ان پر ایمان لائے ہوئے تھے۔

یہاں جنوں کی عبادت اور اُن پر ایمان لانے سے جو کچھ مراد ہے، اس کی تشریح سورۂ جن کی یہ آیت کرتی ہے:

وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ (رکوع - ۱)	اور یہ کہ انسانوں میں سے بعض اشخاص جنوں میں سے بعض اشخاص کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جنوں کی عبادت سے مراد ان کی پناہ ڈھونڈنا اور خطرات و نقصانات کے مقابلے میں اُن سے حفاظت طلب کرنا ہے، اور ان پر ایمان لانے سے مراد ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا ہے کہ وہ پناہ دینے اور حفاظت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ؟ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ (الفرقان - ۲)	جس روز اللہ ان کو اور ان کے اُن معبودوں کو جمع کرے گا جن کی یہ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں تو وہ اُن سے پوچھے گا کہ میرے ان بندوں کو تم نے بہکایا تھا یا یہ خود راہِ راست سے بہک گئے؟ وہ عرض کریں گے کہ سبحان اللہ! ہم کو کب زیبا تھا کہ حضور کو چھوڑ کر ہم کسی کو ولی و مددگار بنائیں۔

یہاں اندازِ بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معبودوں سے مراد اولیاء، انبیاء اور صلحاء ہیں اور

[۱] یعنی صاف کہیں گے کہ نہ ہم نے ان سے کہا کہ ہماری عبادت کرو، اور نہ ہمیں اس کی کبھی خبر ہوئی کہ یہ ہماری عبادت کرتے تھے۔

ان کی عبادت سے مراد اُن کو بندگی کی صفات سے بالاتر اور خدائی کی صفات سے متصف سمجھنا، ان کو غیبی امداد اور مشکل کشائی و فریاد رسی پر قادر خیال کرنا، اور ان کے لیے تعظیم کے وہ مراسم ادا کرنا ہے جو پرستش کی حد تک پہنچے ہوئے ہوں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ (سبا - ۵)	جس روز اللہ ان سب کو اکٹھا کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا وہ تم ہی تھے جن کی یہ لوگ عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے سبحان اللہ ہمیں ان سے کیا تعلق، ہمارا تعلق تو آپ سے ہے۔

یہاں فرشتوں کی عبادت سے مراد ان کی پرستش ہے جو ان کے استھان اور ہیکل اور خیالی مجسمے بنا کر کی جاتی تھی اور اس پوجا سے مقصود یہ ہوتا تھا کہ ان کو خوش کر کے ان کی نظرِ عنایت اپنے حال پر مبذول کرائی جائے اور اپنے دنیوی معاملات میں ان سے مدد حاصل کی جائے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ۔ (یونس - ۲)	وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔
وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر - ۱)	جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا ولی بنا رکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں۔

یہاں بھی عبادت سے مراد پرستش ہے اور اُس غرض کی بھی تشریح کر دی گئی ہے جس کے لیے یہ پرستش کی جاتی تھی۔

عبادت بمعنی بندگی و اطاعت و پرستش ان مثالوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن میں عبادت کا لفظ کہیں غلامی و اطاعت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، کہیں مجرد اطاعت کے معنی میں اور کہیں پرستش کے معنی

ہیں۔ اب قبل اس کے کہ ہم وہ مثالیں پیش کریں جن میں لفظ عبادت ان تینوں مفہومات کا جامع ہے، ایک مقدمہ ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔

اوپر جتنی مثالیں پیش کی گئی ہیں ان سب میں اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کا ذکر ہے۔ جہاں عبادت سے مراد غلامی واطاعت ہے وہاں معبود یا تو شیطان ہے، یا وہ باغی انسان ہیں جنھوں نے طاغوت بن کر خدا کے بندوں سے خدا کے بجائے اپنی بندگی واطاعت کرائی، یا وہ رہنما و پیشوا ہیں جنھوں نے کتاب اللہ سے بے نیاز ہو کر اپنے خودساختہ طریقوں پر لوگوں کو چلایا۔ اور جہاں عبادت سے مراد پرستش ہے وہاں معبود یا تو انبیاء اولیاء اور صلحاء ہیں جنھیں ان کی تعلیم وہدایت کے خلاف معبود بنا یا گیا، یا فرشتے اور جن ہیں جن کو محض غلط فہمی کی بنا پر فوق الطبعی ربوبیت میں شریک سمجھ لیا گیا، یا خیالی طاقتوں کے بُت اور تماثیل ہیں جو محض شیطانی اغوا سے مرکزِ پرستش بن گئے۔ قرآن ان تمام اقسام کے معبودوں کو باطل اور ان کی عبادت کو غلط ٹھیراتا ہے، خواہ ان کی غلامی کی گئی ہو یا اطاعت یا پرستش۔ وہ کہتا ہے کہ تمھارے یہ سب معبود جن کی تم عبادت کر رہے ہو اللہ کے بندے اور غلام ہیں، نہ انھیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ان کی عبادت کی جائے اور نہ ان کی عبادت سے بجز نامرادی اور ذلت ورسوائی کے تم کو کچھ حاصل ہو سکتا ہے حقیقت میں ان کا اور ساری کائنات کا مالک اللہ ہی ہے، اسی کے ہاتھ میں تمام اختیارات ہیں، لہٰذا عبادت کا مستحق اکیلے اللہ کے سوا کوئی نہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔۔۔۔ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ (اعراف - ۲۴)	اللہ کو چھوڑ کر جنھیں تم پکارتے ہو وہ تو محض بندے ہیں جیسے تم خود بندے ہو۔ انھیں پکار کر دیکھ لو اگر تمھارا عقیدہ ان کے بارے میں صحیح ہے تو وہ تمھاری پکار کا جواب دیں ۔۔۔۔ اللہ کے ماسوا جنھیں تم پکارتے ہو وہ نہ تمھاری کوئی مدد کر سکتے ہیں نہ خود اپنی مدد پر قادر ہیں۔
وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ،	یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے، وہ بالاتر

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ، لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ، يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ (انبیاء - ۲)

ہے اس سے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو جنھیں یہ اس کی اولاد کہتے ہیں وہ دراصل اس کے بندے ہیں جن کو عزت دی گئی ہے۔ ان کی اتنی مجال نہیں کہ خود سبقت کر کے اللہ کے حضور کچھ عرض کر سکیں بلکہ جیسا وہ حکم دیتا ہے اُسی کے مطابق وہ عمل کرتے ہیں۔ جو کچھ وہ جانتے ہیں اُسے بھی اللہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے پوشیدہ ہے اس کی بھی اللہ کو خبر ہے۔ وہ اللہ کے حضور کسی کی سفارش نہیں کر سکتے بجز اُس کے جس کی سفارش خود اللہ ہی قبول کرنا چاہے۔ اور ان کا حال یہ ہے کہ اللہ کے خوف سے سہمے رہتے ہیں۔

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (زخرف - ۲)

اِن لوگوں نے فرشتوں کو جو دراصل رحمٰن کے بندے ہیں دیویاں بنا رکھا ہے۔

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ (صٰفٰت - ۵)

انھوں نے جنوں کے اور خدا کے درمیان نسبی رشتہ فرض کر لیا ہے حالانکہ جن خود بھی جانتے ہیں کہ ایک روز انھیں حساب کے لیے اس کے حضور پیش ہونا ہے۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا (النساء - ۲۴)

نہ مسیح نے کبھی اس کو اپنے لیے عار سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب فرشتوں نے۔ اور جو کوئی اُس کی بندگی وغلامی میں عار سمجھے اور تکبر کرے (وہ بھاگ کر جا کہاں سکتا ہے) ایسے سب لوگوں کو اللہ اپنے حضور کھینچ بلائے گا۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ (الرحمٰن - ۱)

سورج اور چاند سب گردش میں لگے ہیں اور تارے اور درخت سب خدا کے آگے سرِ اطاعت جھکائے ہوئے ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

ساتوں آسمان اور زمین اور جس قدر موجودات آسمان و زمین میں ہیں سب کے سب اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں

وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (بنی اسرائیل ۔ ۵)	جو حمد و ثنا کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو، مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔
وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ (الروم ۔ ۳)	آسمانوں اور زمین کی کُل موجودات اس کی مِلک ہے اور ساری چیزیں اس کے فرمان کی تابع ہیں۔
مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا۔ (ہود ۔ ۵)	کوئی جاندار ایسا نہیں جو اللہ کے قبضۂ قدرت میں جکڑا ہوا نہ ہو۔
اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا (مریم ۔ ۶)	زمین اور آسمانوں کے باشندوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو رحمٰن کے سامنے غلام کی حیثیت سے پیش ہونے والا نہ ہو۔ اس نے سب کا شمار کر رکھا ہے اور قیامت کے روز سب اس کے حضور فرداً فرداً پیش ہوں گے۔
قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آل عمران ۔ ۳)	کہو، خدایا! ملک کے مالک! تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اس طرح اُن سب کو جن کی عبادت کسی شکل میں کی گئی ہے، اللہ کا غلام اور بے اختیار ثابت کر دینے کے بعد قرآن تمام جن و انس سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہر مفہوم کے لحاظ سے عبادت صرف اللہ کی ہونی چاہیے، غلامی ہو تو اس کی، اطاعت ہو تو اس کی، پرستش ہو تو اس کی، ان میں سے کسی نوع کی عبادت کا بھی شائبہ تک غیر اللہ کے لیے نہ ہو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل ۔ ۵)	ہم نے ہر قوم میں ایک رسول یہی پیغام دے کر بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی عبادت سے پرہیز کرو۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى (الزمر - ۲)	خوشخبری ہے ان کے لیے جنھوں نے طاغوت کی عبادت سے پرہیز کیا اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا۔
اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (یٰس - ۴)	اے بنی آدم کیا میں نے تم کو تاکید نہ کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمھارا کھلا دشمن ہے، اور میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔
اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ..... وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا۔ (التوبہ - ۵)	انھوں نے اللہ کے بجائے اپنے علما و مشائخ کو اپنا رب بنا لیا ... حالانکہ انھیں حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (بقرہ - ۲۱)	اے ایمان لانے والو! اگر تم نے واقعی ہماری ہی عبادت اختیار کی ہے تو جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں بے تکلف کھاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو۔

ان آیات میں اللہ کے لیے اُس عبادت کو مخصوص کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو بندگی و غلامی اور اطاعت و فرمانبرداری کے معنی میں ہے، اور اس کے لیے صاف قرینہ موجود ہے کہ طاغوت اور شیطان اور احبار و رہبان اور آبا و اجداد کی اطاعت و بندگی سے پرہیز کر کے اللہ کی اطاعت و بندگی اختیار کرنے کی ہدایت کی جا رہی ہے۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (المومن - ۷)	کہو مجھے اس سے منع کیا گیا ہے کہ میں اپنے رب کی طرف سے واضح ہدایات پا لینے کے بعد اُن کی عبادت کروں جنھیں تم اللہ کے بجائے پکارتے ہو۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العلمین کے آگے سر تسلیم خم کر دوں۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (المومن ــــ ۶)	اور تمھارے ربّ نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمھاری پکار کا جواب دوں گا، اور جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ یقیناً جہنم میں جھونکے جائیں گے۔
ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَٰمَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ (فاطر ــ ۲)	وہی اللہ تمھارا رب ہے، بادشاہی اُسی کی ہے، اس کے سوا تم جن کو پکارتے ہو ان کے اختیار میں ذرہ برابر کچھ نہیں، تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار سُن نہیں سکتے اور سُن بھی لیں تو جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز وہ تمھارے اس شرک کا انکار کریں گے۔
قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (المائدہ ــــ ۱۰)	کہو، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو جو تمھیں نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نفع پہنچانے کی؟ سب کچھ سننے اور جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔

ان آیات میں اس عبادت کو اللہ کے لیے مختص کرنے کی ہدایت کی گئی ہے جو پرستش کے معنی میں ہے، اور اس کے لیے بھی صاف قرینہ موجود ہے کہ عبادت کو دعا کے مترادف کی حیثیت سے استعمال کیا گیا ہے اور ماقبل و مابعد کی آیات میں اُن معبودوں کا ذکر پایا جاتا ہے جنھیں فوق الطبعی ربوبیت میں اللہ کا شریک قرار دیا جاتا تھا۔

اب کسی صاحب بصیرت آدمی کے لیے یہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ جہاں جہاں قرآن میں اللہ کی عبادت کا ذکر ہے اور آس پاس کوئی قرینہ ایسا موجود نہیں ہے جو لفظِ عبادت کو اس کے مختلف مفہومات میں سے کسی ایک مفہوم کے لیے خاص کرتا ہو، ایسے تمام مقامات میں عبادت سے مراد غلامی، اطاعت اور پرستش تینوں مفہوم ہوں گے۔ مثال کے طور پر حسبِ ذیل آیات کو دیکھیے:

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي (طٰہٰ - ۱)

میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا تو میری ہی عبادت کر۔

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (انعام - ۱۳)

وہی اللہ تمہارا رب ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز کا خالق، لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر شے کی خبر گیری کا متکفل ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (یونس - ۱۱)

کہو کہ لوگو! اگر تمہیں ابھی تک تحقیق معلوم نہیں ہے کہ میرا دین کیا ہے تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا، بلکہ میں اُس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں شامل ہو جاؤں۔

مَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ (یوسف - ۵)

اللہ کے ماسوا جن کی تم عبادت کرتے ہو ان کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کے لیے کوئی دلیلِ معبودیت نازل نہیں کی ہے، اقتدار صرف اللہ کے لیے خاص ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ خود اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے، یہی سیدھا طریقہ ہے۔

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ (ہود - ۱۰)

آسمانوں اور زمین کی جس قدر حقیقتیں بندوں سے پوشیدہ ہیں اُن کا علم اللہ ہی کو ہے اور سارے معاملات اسی کی سرکار میں پیش ہوتے ہیں، لہٰذا تو اسی کی عبادت کر اور اُسی پر بھروسہ رکھ۔

لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ

جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہم سے پوشیدہ ہے

ذَٰلِكَ، وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا، رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ (مریم۔ ۴)

اور جو کچھ ان دونوں حالتوں کے درمیان ہے، سب کا مالک وہی ہے، اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے، وہ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان ساری چیزوں کا جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں۔ لہٰذا تو اسی کی عبادت کر اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہ۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (کہف۔ ۱۲)

پس جو اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی اور کی عبادت شریک نہ کرے۔

کوئی وجہ نہیں کہ ان آیات اور ایسی ہی دوسری تمام آیات میں عبادت کے لفظ کو محض پرستش یا محض بندگی و اطاعت کے لیے مخصوص ٹھیرا لیا جائے۔ اس طرح کی آیات میں دراصل قرآن اپنی پوری دعوت کو پیش کرتا ہے، اور ظاہر ہے کہ قرآن کی دعوت یہی ہے کہ بندگی، اطاعت، پرستش جو کچھ بھی ہو اللہ کی ہو۔ لہٰذا ان مقامات پر عبادت کے معنی کو کسی ایک مفہوم میں محدود کرنا حقیقت میں قرآن کی دعوت کو محدود کرنا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ قرآن کی دعوت کا ایک محدود تصور لے کر ایمان لائیں گے وہ اس کی ناقص و ناتمام پیروی کریں گے۔ (باقی)

اعلان

ہماری کتابیں تفہیمات اور سیاسی کشمکش حصہ سوم دیر سے ختم تھیں خدا کے فضل سے ہر دو کتابیں دوبارہ چھپ کر آگئی ہیں، ضرورت مند حضرات طلب فرماسکتے ہیں۔ جن حضرات کی فرمائشیں پہلے سے درج تھیں ان کو یہ کتابیں روانہ کی جا رہی ہیں۔ قیمت تفہیمات دو روپے اور قیمت سیاسی کشمکش حصہ سوم ۸/ ہے

مینیجر رسالہ ترجمان القرآن۔ دارالاسلام۔ پٹھان کوٹ